سیدنا سنان بن سلمہ رضی اللہ عنہ: ایک تعارفی جائزہ

Sinan Bin Salama (r.a): an introductory analysis

ڈاکٹر محمد طاہر[i] ڈاکٹر شازیہ رمضان[ii]

Abstract

The companions of the Holy Prophet (s.a.w) have a profound prestige for their remarkable services towards Islam.They have a long series. Among them is one the note worthy companion Abu Abd-ul-Rahman Sanan Bin Salma (r.a) also.

He embraced Islam at the time the Makkah was conquered. In this article a detailed introduction of Sinan Bin Salam has been presented in a scholarly manner.

This research has been collected from the original and secondary sources of Islamic History.

Key Words*:Prestige,companion,Makkah*

نام سنان، کنیت ابو عبد الرحمن اور نسبت الہذلی (قریش کی مشہور قبیلہ ہذیل کی طرف) ہے، کنیت کے متعلق اور بھی چند اقوال کتب سیر و تاریخ میں ملتے ہیں، چنانچہ حافظ مزی (وفات ۷۴۳ھ) سنان بن سلمہؓ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کنیت ابو عبد الرحمن ہے، اور کسی نے ابو جبیر اور ابو بشر بھی کہا ہے[1]۔"

امام بخاریؒ (وفات ۲۵۶ھ) ابو عبد الرحمن رقم کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

حَدَّثَنِي مُحَمَّد أَبُو يحيى عَن عَليّ كنيته أَبُو خترٍ

"مجھے ابو یحیی نے علی کے واسطے سے بیان کیا کہ ان کی کنیت ابو ختر ہے[2]۔"

یہ تاریخ اوسط کی بات ہے جبکہ امام بخاری تاریخ کبیر میں محمد ابو یحیی کی جگہ محمد بن ابو یحیی لکھتے ہیں اور ابو ختر کو ابو حبتن بیان کرتے ہیں[3]۔ لیکن اس میں قول اول قرائن سے صحیح معلوم ہوتا ہے، اس لئے کہ امام مسلم (وفات ۲۶۱ھ) ابو عبد الرحمن، سنان بن سلمہ الہذلی کی کنیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ علی سے ان کی کنیت ابو حبتر منقول ہے[4]۔ اسی طرح حافظ ابن مندہؒ (وفات ۳۹۵ھ) رواۃ کی کنیت اور القاب بیان کرتے ہوئے سیدنا سنانؓ کی کنیت ابو حبتر لکھتے ہیں[5] جس سے معلوم ہوا کہ

---

i اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبد الولی خان یونیورسٹی، مردان

ii اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، زرعی یونیورسٹی، فیصل آباد

تاریخ کبیر کی عبارت خطاہے، سند اور اسم دونوں میں یا کاتب سے سہو ہوئی ہے اور یا امام بخاری کو وہم ہوا ہے جب کہ تاریخ اوسط میں بھی حرف باساقط معلوم ہوتی ہے حافظ ابن عبدالبرؒ (وفات ۴۶۳ھ) نے صیغہ تمریض کے ساتھ ابو جبیر بھی بیان کیا ہے[6]، اور مؤرخ ابن اثیر جزریؒ (وفات ۶۳۰ھ) سیدنا سنانؓ کے حالات میں ان کی کنیت ابویُسر بھی تحریر کرتے ہیں[7]۔

خلاصہ یہ کہ سیدنا سنان بن سلمہ بن المحبق الہذلیؓ کی کنیت کتب سیر و تاریخ میں درج ذیل طریقے سے منقول ہے:

"ابو عبدالرحمن، ابو جبیر، ابو بشر، ابو ختر، ابو خبتر، ابویُسر، ان میں سے ابو عبدالرحمن مشہور کنیت ہے چنانچہ اسی کو جمہور ارباب سیر و تاریخ نے بیان کیا ہے۔"

سنان کے ہم نام صحابہ اور تابعین کرام

سنان کے ہم نام صحابہ اور تابعین میں سے اور حضرات بھی ہیں، جن میں سے امام بخاریؒ نے تاریخ کبیر میں چودہ (۱۴) حضرات کے نام ذکر کئے ہیں[8]۔ اور ابو نُعیم الاصفہانیؒ (وفات ۴۳۰ھ) نے دس (۱۰) کے[9] اور ابن عبدالبرؒ نے تیرہ (۱۳) کے[10] اور ابن اثیرؒ نے اٹھارہ (۱۸) کے[11] اور حافظ ابن حجرؒ (وفات ۸۵۲ھ) نے اکیس (۲۱) نام بیان کئے ہیں[12] ان میں سے اکثر نام جلیل القدر صحابہ کرامؓ کے ہیں۔

سنان بن سلمہ کے ہم نام صحابہ کرام

کتب سیر و تاریخ میں سنان بن سلمہ کے نام سے اور بھی چار نام ملتے ہیں۔ ابو طُریف، سنان بن سلمہؓ الہذلی یہ نام سنان بن سلمہ بن محبق کے ساتھ نام اور والد کے نام اور قبیلہ کے نام میں مماثل ہے، مؤرخ ابن سعدؒ (وفات ۲۳۰ھ) نے اُن کا شمار ان صحابہ کرامؓ میں کیا ہے جو طائف میں مقیم تھے[13]۔ امام بخاریؒ ان کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ابو طریف الہذلی صحابی ہے اور محاصرہ طائف میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک غزوہ تھے[14]۔"

محدث ابن حبان (وفات ۳۵۴ھ) اُن کا تذکرہ ان صحابہ کرام میں کرتے ہیں جن سے اخبار اور احادیث مروی ہیں[15]۔

مؤرخ عزالدین ابن الأثیر (وفات ۶۳۰ھ) کو ابوطریف کے متعلق شک ہے، کہ یہ کنیت سنان بن سلمہؓ کا ہے یا اس سے مراد ابن نبیشۃ الخیرؓ ہے[16]۔

لیکن کتب تراجم وطبقات کی ورق گردانی کے بعد دو باتیں معلوم ہوئی ایک یہ کہ ابن نبیشۃ نقل کرنے میں کاتب سے سہو ہوا ہے اور یا ابن اثیر کو وہم ہے اس لئے اس نام سے صحابی جمہور ارباب سیر نے نبیشۃ الخیر نقل کیا ہے[17]۔

بلکہ ابن اثیر ہی نے اُسد الغابۃ، ترجمہ نمبر ۵۱۹۸ میں اس صحابی کا نام نُبیشۃ الخیر ہی تحریر کیا ہے اور پھر ترجمہ نمبر ۶۰۳۴ ابوطریف میں اس نام کے ساتھ ابتدا میں ابن کا اضافہ کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ علامہ کو وہم ہوا ہے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ابوطریف متعدد حضرات کی کنیت ہے، اُن میں سے سنان بن سلمہؓ بھی ہے اور ابن نبیشۃ الخیر بھی ہے اور یہ دونوں الگ الگ شخصیات ہیں، چنانچہ ابونُعیم اصفہانیؒ (۴۳۰ھ) نے دونوں کا علیحدہ علیحدہ تذکرہ کیا ہے[18] اور فرماتے ہیں کہ نبیشۃ الخیر سلمہ بن المحبق کا چچازاد بھائی، کنیت ابوطریف اور ان صحابہؓ میں سے ہے جو بصرہ میں رہائش پذیر تھے[19]، اور اسی کو ابن ابی حاتم (وفات ۳۲۷ھ) نے بھی بیان کیا ہے[20]۔

ماقبل میں ابن سعدؒ کے حوالہ سے معلوم ہوا ہے کہ ابوطریف سنان بن سلمۃ ساکنین طائف میں سے تھے، اور خلیفہ بن خیاطؒ (۲۴۰ھ) نے بھی ابوطریف کا نام سنان بن سلمہ تحریر کیا ہے [21]۔ تو ابن اثیرؒ کی شک کی کوئی گنجائش نہ رہی۔

حافظ ابن حجر (۸۵۲ھ) بھی ابوطریف کے نام میں اختلاف بیان کرتے ہیں:

"ابن عبد البر نے تو اس کا نام سنان بیان کیا ہے اور ابن قانع نے کیسان[22]۔"

لیکن یہاں پر ابن عبد البرؒ کی بات صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ ابن قانع (۳۵۱ھ) کیسان کو ھُذیل کے موالی میں سے بتاتے ہیں[23]۔ جبکہ سنان ابوطریف کو اکثر ارباب سیر نے ھُذلی لکھا ہے۔ تو ممکن ہے کہ ابن قانع کو وہم ہوا ہو۔

اَ-　سنان بن سلمۃ الاسلمی

ابن عبد البرؒ لکھتے ہیں:

"سنان بن سلمہ الاسلمی بصری ہے، اس کے حدیث میں اضطراب ہے، اور اس سے قتادۃ اور معاذ بن سبرہ روایت کرتے ہیں اور مجھے اس کی کوئی روایت معلوم نہ ہو سکی[24]۔ اور اسی کو الصفدی (وفات ۷۶۴ھ) نے نقل کیا ہے[25]۔"

لیکن حافظ عسقلانی ابن عبد البرؒ کی تردید میں لکھتے ہیں:

"ابو عمرو کو سنان اسلمی اور سنان ھُذلی کے متعلق مخالطہ ہوا ہے اور اس نے سنان ہذلی کو سنان اسلمی سمجھا ہے حالانکہ یہ سنان ہذلی ہی ہے۔ اور ان کے نزدیک سنان بن سلمہ اسلمی کوئی اور صحابی ہے، اور سبب وہم سنان بن سلمہ ہذلی کے ارسال کو قرار دیتے ہیں[26]۔"

لیکن کافی تتبع اور تلاش کے باوجود سنان بن سلمہ اسلمی کے نام سے کسی صحابی کے نام نہیں ملا اس کو صرف ابن عبد البر اور اس سے الصفدی نے نقل کیا ہے اور پھر ابن حجر نے اس کا نقد کیا ہے۔

ممکن ہے کہ اس میں ابن حجر عسقلانیؒ کو بھی مغالطہ ہوا ہے، اور وہ سنان بن سنۃ الاسلمی کو جو مشہور صحابی ہے[27] سنان بن سلمۃ الاسلمی سمجھنے لگا ہو، حالانکہ اس نام سے صحابی متداول کتب میں بندہ کی نظر سے نہیں گزرا، اگر ہے تو وہ سنان بن سنۃ الاسلمی ہے۔

ابن حجرؒ کی مغالطہ کی وجہ بھی یہ ہے کہ وہ ابن عبد البرؒ کی سبب وہم سنان بن سلمہ ہذلی کے ارسال کو قرار دیتے ہیں اور ان کے عبارت سے مترشح ہوتا ہے کہ سنان بن سلمہ اسلمی بھی کوئی صحابی ہے، اور ابن عبد البر الھذلی کی ارسال کی وجہ سے اسے سنان اسلمی سمجھنے لگے حالنکہ یہ سنان ہذلی ہی ہے۔

تو معلوم ہوا کہ سنان بن سلمۃ الاسلمی کے نام سے کوئی صحابی موجود نہیں، اگر ہے تو سنان بن سنۃ الاسلمی مدنی ہے جو خلافت عثمانی سن ۳۰ھ کو وفات پائی۔

سنۃ اور سلمۃ کے الفاظ میں علمائے سیر کو مغالطہ اور مخالطہ ہوا ہے اور وہ سنۃ کو سلمۃ سمجھے ہیں۔

محدثین میں سے صرف ابو بکر ابن ابی عاصم (وفات ۲۸۷ھ) نے اپنی حدیث کی کتاب میں اسلمی رواۃ کے عنوان میں لکھتے ہیں:

"سنان بن سلمة رجل من أسلم اور اُن سے ایک روایت بھی نقل کرتے ہیں[28]۔"

اس روایت میں سمعت رسول اللہ ﷺ کے الفاظ سے یہ صحابی معلوم ہوتے ہیں۔

اس روایت میں الفاظ رجل من اسلم ہے اگر اس سے مراد سنان بن سلمہ اسلمی ہے جیسا کہ ابن ابی عاصمؒ نے عنوان میں لکھا ہے، تو پھر ابن حجرؒ کی رائے کو دُرست تسلیم کرنا پڑے گا اور وہ اس پر محمول ہو گا۔

ب- سنان بن سلمہ الأشجعی

اس کو ابن ابی خیثمہ (وفات ۲۷۹ھ) نے،، تاریخ کبیر،، کی حدیث نمبر ۴۰۸۳ کی سند میں بیان کیا ہے۔ وہ روایت یہ ہے:

"سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کیا کہتے ہیں اس شخص کے بارے میں جس نے ایک عورت سے نکاح کیا لیکن اس کے لئے مہر بھی مقرر نہیں کی اور رخصتی سے پہلے وہ مر گئی تو کیا اس پر پورا مہر واجب ہے؟

سیدنا عبد اللہؓ نے فرمایا کہ جب سے آپ ﷺ سے جدائی ہوئی ہے اب تک مجھے اس سے مشکل مسئلہ نہیں پوچھا گیا ہے۔

پھر اجتہاد کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے لئے پورا مہر مثل ہے اور اس پر عدت ہے اور اس کے لئے میراث زوج میں حصہ ہے، یہ سنتے ہوئے سنان بن سلمۃ الاشجعی کھڑے ہوئے اور کہنے لگا آپ ﷺ نے بروع بنت واشق کے مسئلہ میں یہی فیصلہ کیا تھا[29]۔"

اس روایت کی اسناد اور رُواۃ کی چھان بین کے بعد معلوم ہوا کہ احمد بن ابی خیثمہؒ کی عبارت میں غلطی ہے اور راوی کا نام معقل بن سنان الاشجعی ہے یہاں پر کاتب سے غلطی ہوئی ہے اور یا ابن ابی خیثمہ کو وہم ہوا ہے، کہ معقل بن سنان الاشجعی کو چھوڑ کر سنان بن سلمۃ الاشجعی کو تحریر کیا۔

معقل بن سنان الاشجعی غزوہ فتح مکہ کے موقع پر جھنڈا لیکر اپنی قوم کی قیادت کرتے ہوئے آپ ﷺ کے ساتھ شریک جہاد تھے اور واقعہ حرہ میں سن ۶۳ھ کو شہادت پائی[30]۔

سیر و تاریخ کے پورے ذخیرے میں کافی تلاش کے باوجود سنان بن سلمہ الاشجعی کے نام سے کوئی راوی حدیث بندہ کی نظر سے نہیں گزرا۔

ت- سنان بن سلمہ

اس کو ابو نُعیم اصفہانی نے سراقۃ بن سراقۃ کی روایت میں ذکر کیا ہے، روایت یہ ہے:

"سنان بن سلمۃ نے غزوہ خیبر کی موقعہ پر اپنی ہی تلوار سے شہادت پائی اور آپ ﷺ نے اس کے لئے دیت مقرر نہیں کی۔"

لیکن آخر میں فرماتے ہیں:

والمقتول بخيبر الذي رجع سيفه عامر بن سنان"مقتول عامر بن سنان تھا جو سلمۃ بن الاکوع کے چچا ہے[31]۔"

مؤرخ ابن عساکر (۵۷۱ھ) کہتے ہیں:

سیدنا عامر بن الاکوع حضرت سلمۃ بن الاکوع کے بھائی نہیں بلکہ ان کے چچا ہیں، سیدنا سلمۃؓ کے والد کا نام "عمرو" ہے، عمرو بن الاکوع عامر بن الاکوع کے بھائی ہیں، لیکن عام طور پر حضرت سلمۃؓ کی نسبت ان کے دادا "الاکوع" کی طرف کر کے "سلمۃ بن الاکوع" کہتے ہیں "الاکوع" لقب ہے، ان کا نام "سنان" تھا[32]۔"

اگر چہ صحیح مسلم کی روایت میں اور بہت سارے علماء سیر نے سلمہ کو عامر کا بھائی کہا ہے[33]۔

علامہ سندی (وفات ۱۱۳۸ھ) کا کہنا ہے:

"سیدنا سلمہ نے اپنے چچا کو مجازا بھائی کہا ہے، حقیقت میں یہ اس کا چچا تھا[34] اور علامہ عثمانی نے لکھا ہے یہ قول زمانہ جاہلیت کے عادت کے مطابق نکاح کے رشتوں پر محمول ہے ایک شخص چچا بھی ہو سکتا ہے اور بھائی بھی[35]۔ لیکن سلسلہ نسب پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عامر سلمہ کا چچا ہے[36]۔"

یہ صحیح ہے کہ غزوہ خیبر میں اپنی ہی تلوار سے شہادت پانے والا صحابی کا نام عامر بن الاکوع ہے ،جیسا کہ ابو نعیم اصفہانی نے اس روایت کی آخر میں تصریح کی ہے اور اسی کو تمام ارباب حدیث[37] و اہل سیر و تاریخ نے بیان کیا ہے[38]۔نہ سنان بن سلمہ اور اکوع کا نام سنان ہے[39]،اس لئے بعض مؤرخین عامر بن الاکوع رقم کرتے ہیں تو بعض عامر بن سنان، اس میں کوئی تضاد نہیں۔

سیدنا عامر بن الاکوع اور ان کی شہادت کی روداد

سیدنا سلمہ بن الاکوع فرماتے ہیں:

"سفر غزوہ خیبر کے موقعہ پر کسی نے عامر بن الاکوع سے کہا آپ ہمیں کچھ رجزیہ اشعار نہیں سنائیں گے؟"

چنانچہ حضرت عامرؓ نے سواری سے اتر کر قوم کے سامنے حُدی خوانی شروع کر دی:

اللَّهُمَّ لَوْلاَ أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا ... وَلاَ تَصَدَّقْنَا وَلاَ صَلَّيْنَا

اے اللہ! اگر تیری توفیق نہ ہوتی تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے اور نہ ہی ہم کوئی صدقہ کرتے اور نہ نماز پڑھتے۔

فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ مَا أَبْقَيْنَا ... وَثَبِّتِ الأَقْدَامَ إِنْ لاَقَيْنَا

اور ہم نے جو گناہ اپنے پیچھے چھوڑے ہیں وہ معاف فرما اور جنگ کے وقت ہمارے قدموں کو ثابت رکھ، ہماری جانیں آپ کی رضاء کے لئے قربان ہیں۔

وَأَلْقِيَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا ... ... إِنَّا إِذَا صِيحَ بِنَا أَبَيْنَا

اور ہم پر سکینہ نازل فرما، اگر کوئی اپنی مدد کے لیے چیختا پکارتا ہمیں بلائے گا تو ہم فورا مدد کے لئے آجائیں گے۔

وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوا عَلَيْنَا لوگوں نے پکار کر ہم سے استغاثہ چاہاہے۔

جب سیدنا عامرؓ یہ رجزیہ اشعار پڑھ رہے تھے اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا«مَنْ هَذَا السَّائِقُ» یہ اونٹ ہانکنے والا کون ہے؟لوگوں نے کہا، عامر، آپ ﷺ نے فرمایا«يَرْحَمُهُ اللَّهُ»اللہ ان پر رحم فرمائیں[40]۔ اور ایاس بن سلمۃ کی روایت میں الفاظ ہیں«غفر لك ربك»اللہ تیرے مغفرت فرما[41]۔ قوم میں سے ایک شخص نے کہا یہ سیدنا عمرؓ تھے جیسا کہ ایاس کی روایت میں تصریح ہے "اے اللہ کے نبی ﷺ! جنت اس کے لئے واجب ہوگئی، آپ ﷺ نے اس کی بہادری سے ہمیں مزید فائدہ اٹھانے کا موقع کیوں نہیں دیا"۔ جہاد کے موقع پر جب آپ ﷺ کسی کے متعلق اس قسم کے الفاظ استعمال فرماتے تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ وہ شہید ہو جائے گا، چونکہ حضرت عمرؓ کو یہ بات معلوم تھی اس لیے ان ہونے آپ ﷺ سے یہ جملہ کہا[42]۔"

چنانچہ جب قوم نے صف بندی کی تو عامرؓ نے ایک یہودی (مرحب) کی ساق پر مارنے کے لئے اپنی تلوار اٹھائی، تلوار چھوٹی تھی، جب وار کیا تو تلوار کی نوک پلٹ کر سیدنا عامرؓ کے گھٹنے کے کنارے کو آلگی جس کی وجہ سے ان کی شہادت ہوئی[43]۔

ابن سعدؒ(۲۳۰ھ)اور شمس الدین الذہبیؒ(۷۴۸ھ) نے ایاس بن سلمہ بن الاکوع کی روایت میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب ہم خیبر کو پہنچے، تو مبارزہ کے لئے یہودیوں کے مشہور سردار مرحب میدان میں نکلا۔ یہ اپنے آپ کو ہزار بہادروں کے برابر کہا کرتا تھا۔ اس نے آتے ہی یہ رجز پڑھنا شروع کر دیا:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ ... شَاكِي السِّلاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ.

إِذَا الحَرْبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ.

خیبر جانتا ہے کہ میں ہتھیار سجانے والا بہادر تجربہ کار مرحب ہوں۔ جب لوگوں کے ہوش مارے جاتے ہیں تو میں بہادری دکھایا کرتا ہوں۔ اس کے مقابلہ کے لئے عامر بن الاکوعؓ نکلے وہ بھی اپنا رجز پڑھتے جاتے تھے۔

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي عَامِرُ ... شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُغَامِرُ

خیبر جانتا ہے کہ میں ہتھیار چلانے میں استاد نبرد آزما تلخ ہوں، میرا نام عامر ہے۔

مرحب نے ان پر تلوار سے وار کیا، عامرؓ نے اسے ڈھال پر روکا اور مرحب کے حصہ زیرین پر وار چلایا، مگر ان کی تلوار جو لمبائی میں چھوٹی تھی، ان ہی کے گھٹنے پر لگی جس کے صدمہ سے یہ شہید ہو گئے۔

پھر سیدنا علیؓ نکلے، رجز حیدری سے میدان گونج اٹھا آپ فرماتے تھے:

أَنَا الَّذِي سَمَّتْنِي أُمِّي حَيْدَرَهْ ... كليث غابات كريه المنظر،

أُوفِيهِمُ ، بِالصَّاعِ كَيْلَ السَّنْدَرَهْ

میں ہوں میرے ماں نے میرا نام شیر غضبناک رکھا ہے، میں شیر نیستاں کی طرح مہیب وبد منظر ہوں، میں اپنی تلوار کی سخاوت سے تمہیں بڑے بڑے پیمانے عطا کروں گا۔

سیدنا علیؓ نے ایک ہی ہاتھ تلوار کا ایسا لگایا کہ مرحب کے خود آہنی کو کاٹتا، عمامہ کو قطع کرتا، سر کے دو ٹکڑے بناتا ہوا گردن تک جا پہنچا[44]۔

اور امام بخاریؒ لکھتے ہیں:

"حضرت سلمہ بن الاکوعؓ فرماتے ہیں کہ جب صحابہؓ خیبر سے لوٹے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے (غمگین) دیکھا تو میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا بات ہے؟ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، لوگ کہہ رہے ہیں کہ عامر کا عمل حبط (ضائع) ہو گیا ہے (کہ انہوں نے خودکشی کی ہے) آپ ﷺ نے فرمایا، جس نے کہا ہے اس نے غلط کہا ہے، عامر کو تو دوہرا اجر ملے گا، دونوں انگلیوں کو آپ ﷺ نے جمع کر کے اشارہ فرمایا کہ اس کو دوہرا ثواب ملے گا وہ تو کفار کے مقابلہ میں مشقت اٹھانے والا ایک مجاہد آدمی تھا اور فرمایا "قَلَّ عَرَبِيٌّ مَشَى بِهَا مِثْلَهُ" ایسا عربی جو زمین پر چلا ہو عامر کی طرح بہت کم ہے[45] " اس سے ان کی فضیلت بیان کرنا مقصود ہے۔"

معلوم ہوا کہ غزوہ خیبر میں اپنی ہی تلوار سے شہادت پانے والا حضرت عامر تھا، نہ سنان بن سلمۃ، تو ابن ابی خیثمہ کی تاریخ میں مذکور سراقہ کی روایت میں غلطی سے عامر بن سنان کی جگہ سنان بن سلمۃ لکھا گیا، کیونکہ ابن سعدؒ نے غزوہ خیبر کے شہداء کے نام بیان کئے ہیں جو ۱۵ ہے اُن میں عامر بن

سنان اور اُن کا پورا واقعہ شہادت مذکور ہے، لیکن کہی بھی اس میں سنان بن سلمہ کا نام نہیں [46]، بلکہ تمام مؤرخین نے یہ واقعہ سیدنا عامر بن سنان کے متعلق تحریر کیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ کتب سیر و تاریخ میں سنان بن سلمہ کے نام سے جو نام ملتے ہیں، اس سے دو حضرات مراد لیا جائے گا: ابو طریف سنان بن سلمہ الھُذلی جو بالاتفاق جلیل القدر صحابی ہیں، ما قبل نمبر ا پر اس کا پورا تذکرہ ہو چکا ہے اور دوسرا سنان بن سلمۃ بن المحبق الھذلی (جس کی طرف پشاور میں مزاز اصحاب بابا منسوب ہے) جن کی صحبت میں اختلاف ہیں۔ اور ان کے علاوہ ناموں میں علماء سیر سے کافی مغالطے اور تسامحات ہو چکے ہیں۔

البتہ اگر ابن ابی عاصم کی ذکر کرہ سنان بن سلمہ اسلمی کو دُرست مان لی جائے تو وہ تیسرا شخص ہو گا۔ لیکن متداول کتب تاریخ، طبقات، سیر، تراجم میں کہی بھی سنان بن سلمہ اسلمی کا ذکر مجھے نہیں ملا۔

نتائج

سنان بن سلمۃ مقام و مرتبہ کے لحاظ سے صحابہ کرام کے مقدس گروہ میں شمار ہوتے ہیں، اور روایت کے لحاظ سے کبار تابعین میں ہیں، اس لیے ان کی اکثر روایات مراسیل ہیں کتب سیر و تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہندوسند کے کئی بار گورنر کے عہدے پر فائز رہ چکے ہیں البتہ ان کے مدفن میں کافی اختلاف ہے اور اس حوالے سے کوئی بات کہنا تحقیق کے خلاف ہے۔

حواشی و حوالہ جات

1 المزی، أبو الحجاج جمال الدین ابن الزکی، تھذیب الکمال فی أسماء الرجال ۲: ۱۴۹، ترجمہ (۲۵۹۴) مؤسسہ الرسالہ، بیروت، ۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰ء

2 البخاری، أبو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، التاریخ الأوسط ۱: ۲۱۸ ترجمہ (۱۰۳۹) دار الوعی، مکتبہ دار التراث، حلب، قاہرۃ، ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء

3 امام البخاری، أبو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، التاریخ الکبیر ۶: ۱۶۲، ترجمہ (۲۳۳۷) دائرۃ المعارف العثمانیۃ، حیدر آباد، الدکن (س۔ن)

4 امام مسلم، مسلم بن الحجاج، الکنی والأسماء ۱: ۲۵۰ ترجمہ (۲۰۶۵) عمادۃ البحث العلمی بالجامعۃ الإسلامیہ، المدینہ منورہ ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۴ء

5 محمد بن اسحاق بن محمد بن یحیی بن مندہ، فتح الباب فی الکُنی والالقاب ۱: ۲۸۲، ترجمہ (۲۴۲۷)، مکتبۃ الکوثر، ریاض، طبع اول ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۶ء

6 النمری، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ۲: ۶۵۷ (۱۰۷۱)، دار الجیل، بیروت، ۱۴۱۲ھ

7 الجزری، عزالدین بن الاثیر، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ ۲: ۵۶۰، ترجمہ (۲۲۶۱)،، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۴ء

8 تاریخ کبیر ترجمہ (۲۳۳۵) تا ترجمہ (۲۳۴۹) تک سنان نام کے تراجم بیان کی گئی ہیں۔

9 الاصبہانی، ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد، معرفۃ الصحابۃ ۳: ۱۴۲۵-۱۴۳۰ تک، دار الوطن، ریاض، ۱۴۱۹ھ

10 الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ۲: ۶۵۷ ترجمہ (۱۰۶۷ تا ۱۰۷۹)

11 اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ ۲: ۵۶۰، ترجمہ (۲۲۵۸ - ۲۲۷۵)

12 ابن حجر العسقلانی، ابو الفضل احمد بن علی، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ۳: ۱۵۵، ترجمہ (۳۵۰۸-۳۵۲۸)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۵ھ

13 ابو عبد اللہ، محمد بن سعد الہاشمی، الطبقات الکبری ۶: ۵۴، ترجمہ (۱۶۹۴) دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۰ھ

14 تاریخ کبیر، باب الکُنی ۹: ۴۶، ترجمہ (۴۰۲)

15 نفس مصدر ۳: ۴۵۷، ترجمہ (۱۵۲۵)

16 اسد الغابۃ ۶: ۱۷۶، ترجمہ (۶۰۳۴)

17 ہمیں تک کتب سیر وتراجم کی ورق گردانی کرنے کے بعد بھی اس صحابی کا نام نُبیشۃ الخیر ہی نظر آیا، مثلاً ملاحظہ ہو۔ الطبقات الکبری لابن سعد ۷: ۳۶ ترجمہ (۲۸۸۹)۔۔۔ الجرح والتعدیل ۸: ۵۰۶ ترجمہ (۲۳۱۴)

18 معرفۃ الصحابۃ لابی نُعیم ۵: ۲۷۰۲ پر نبیشۃ الخیر کا ذکر ہے جبکہ ۵: ۲۹۴۴ پر ابو طریف الھُذلی کا تذکرہ ہے۔

19 معرفۃ الصحابۃ ۵: ۲۷۰۲

20 الجرح والتعدیل ۸: ۵۰۶ ترجمہ (۲۳۱۴)

21 ابو عمر وخلیفۃ بن خیاط العصفری، طبقات: ۶۸۹، دار الفکر طبع سن ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۳ء

22 الاصابۃ ۷: ۱۹۲ ترجمہ (۱۰۱۶۴)

23 ابو الحسین، عبد الباقی بن قانع، معجم الصحابۃ ۲: ۳۷۳، ترجمہ (۹۱۹) مکتبۃ الغربا، مدینہ منورہ، ۱۴۱۸ھ

24 الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ۲: ۶۵۷ ترجمہ (۱۰۷۱)

25 صلاح الدین خلیل بن ایبک، الوافی بالوفیات ۱۵: ۲۸۱، دار احیا التراث العربی بیروت، ۱۴۲۰ھ

26 الاصابۃ ۳: ۲۴۴ ترجمہ (۳۸۱۸)

27 ابن حبان کہتے ہیں سنان بن سنۃ الاسلمی صحابی ہے اور عہد عثمانی میں سن ٣٠ ہجری کو وفات پائی۔(الثقات ٣: ١٧٨ترجمہ(٥٨٢))

28 سنان بن سلمۃ رجل من اسلم، الآحاد والمثانی ٤: ٣٥٩دار الرایۃ، ریاض، ١٤١١ھ / ١٩٩١ء

التاریخ الکبیر ٣: ١٢٢ترجمہ(٤٠٨٣)

30 ابو عبداللہ الحاکم محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین ٣: ٥٩٨ترجمہ(٦٢١٩)الکتب العلمیۃ، بیروت، ١٤١١ھ / ١٩٩٠ء

31 معرفۃ الصحابۃ ٣: ١٤٢٥ترجمہ(٣٦٠٩)

32 بو القاسم علی بن الحسین، ابن عساکر، تاریخ دمشق ٢٢: ١٨٧دار لفکر بیروت، سن طباعت ١٤١٥ھ / ١٩٩٥ء

33 صحیح مسلم، باب غزوۃ خیبرِ، حدیث(124)

34 نورالدین السندی، حاشیۃ السندی علی سنن النسائی، کتاب الجہاد ٦: ٣١، مطبوعات اسلامیۃ حلب، ١٤٠٦ھ

35 محمد تقی عثمانی، تکملۃ فتح الملہم ٣: ٢٢٥، مکتبۃ دار العلوم کراچی

36 التلمسانی، محمد بن ابی بکر بن عبداللہ، الجوہرۃ فی نسب النبی ﷺ واصحاب العشرۃ ١: ٣٣٦، دار الرفاعی، للنشر ریاض، ١٤٠٣ / ١٩٨٣ء

37 صحیح البخاری ٥: ١٣٠باب غزوۃ خیبر --- مسند احمد، حدیث سلمہ بن الاکوع ٢٧: ٥٦حدیث (١٦٥٢٥) --- المعجم الکبیر ٧: ٢٧، حدیث(٦٢٧٤)

38 محمد بن عمر الواقدی، المغازی، غزوہ خیبر ٢: ٦٥٨، طبع سوم ١٤٠٩ھ ١٩٨٩ء

39 الاستیعاب ٢: ٧٨٥، ترجمہ(١٣١٧)

40 صحیح البخاری، باب غزوۃ خیبر ٥: ١٣٠، حدیث(٤١٩٦)

41 صحیح مسلم، باب غزوۃ ذی قرد ٣: ١٤٣٣حدیث(١٨٠٧)

42 صحیح مسلم، باب غزوۃ ذی قرد ٣: ١٤٣٣حدیث(١٨٠٧)

43 صحیح البخاری، باب غزوۃ خیبر ٥: ١٣٠، حدیث(٤١٩٦)

44 طبقات ابن سعد، غزوۃ خیبر ٢: ٨٥--- تاریخ الاسلام، غزوۃ خیبر ٢: ٤٠٨

45 صحیح البخاری، باب غزوۃ خیبر ٥: ١٣٠، حدیث(٤١٩٦)

46 طبقات ابن سعد، غزوۃ خیبر ٢: ٨٢